الشیخ غلام مرتضیٰ بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تصانیف
تعارف و تبصرہ

کاشف مبین ☆

Abstract:

This article entitled "الشیخ غلام مرتضیٰ بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تصانیف: تعارف و تبصرہ" deals with the contribution of Allama Ghulam Murtaza in Islamic literature. Al-Sheikh Ghualm Murtaza was a great and renowned personality of 19th century. He was a good Sufi and great scholar of Sub-Continent. His work is multidimentions. Most of his work is in Tafseer and Hadith. He spend his most of his life in teaching and spreading of Islam.

Key Words:

Great, Renowned, Personality, Sub-Continent, Tafseer, Hadith, Teaching, Islam.

انسان کو اللہ نے کرامت و عظمت کا تاج پہنا کر مخلوقات میں سے سب سے اشرف تخلیق فرمایا۔ انسان کی تخلیق جسم اور روح دونوں سے مرکب ہے۔ ان دونوں کی قوت و صلاحیت غذا پر موقوف ہے۔ جس طرح انسانی جسم اپنی بقا کے لیے ظاہری غذا کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح انسانی روح اپنی قویٰ کی سلامتی اور صفا کے لیے باطنی اور ملکوتی غذا کی محتاج ہے۔ انسانی جسم اپنی صلاحیتوں کی نشوونما اگر اکل و شرب سے پاتا ہے تو انسانی روح اپنی عظمتوں کی راہ پر عمل و عرفاں سے گامزن ہو سکتی ہے۔

☆ ایم۔ فل اسکالر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

نبی مکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد بھی انسان کی ان عظمتوں اور رفعتوں کو تعلیم وتزکیہ کے ذریعے بام عروج تک پہنچانا تھا۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا یہی مقصد ان الفاظ میں بیان کیا:

''رَبَّنَا وَابعث فِیهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیهِمْ۔''(۱)

علمائے ربّانیین اور صوفیہ نے ہر خطے اور ہر دور میں انسانی روح کی بالیدگی کے انہی تقاضوں کے پیشِ نظر تعلیم و تعلم، درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور سلوک وارشاد کے ذریعے افرادامت کی راہنمائی کا فریضہ سر انجام دیا۔ برصغیر کے علمائے کبار اور صوفیائے عظام میں سے ایک عظیم شخصیت مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ ذیل کی سطور میں اس عظیم عالم وصوفی اور ان کی تصانیف کا تعارف وتبصرہ پیش کیا جارہا ہے۔

خاندانی پس منظر:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اس خاندان سے ہے جو برصغیر پاک وہند میں ''اعوان'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خاندان فاطمی سادات کے بعد اپنے اعلیٰ نسب اور علمی وروحانی روایات کی بنا پر انتہائی قابلِ احترام سمجھا جاتا ہے۔ اس خاندان کا نسب ''قطب شاہ'' سے ہوتا ہوا ''محمد بن الحنفیہ'' سے جاملتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر فاطمی فرزند تھے۔ خلافت راشدہ کے اختتام کے بعد مختلف علاقوں سے ہجرت کرتے کرتے یہ خاندان گیارھویں صدی عیسوی، سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں پنجاب میں آباد ہوگیا جو اس وقت غزنوی سلطنت کا حصہ بن چکا تھا۔ یہاں سے یہ لوگ کوہستان نمک کی وادیوں، دامنِ کوہ، وادئ سون اور پوٹھوہار کے علاقہ میں پھیل گئے۔

سلطان محمود غزنوی نے کفر کے خلاف جنگ میں اس قبیلہ کی خدمات کو سراہا اور انہیں ''عون'' بمعنی مددگار لقب دیا۔ رفتہ رفتہ ''عون'' کی جمع ''اعوان'' اس قبیلہ کا نام مشہور ہوگیا۔ (۲)

مولانا سلطان حامد قادری ''اعوان'' خاندان کے اخلاق وخصائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اعوانِ قبیلہ میں ہاشمی اور علوی نسب کے خصائل وفضائل کی علامات اب بھی پائی جاتی ہیں۔ یعنی ان کے مرد وخواتین سخی، بہادر، صاحب حیاووفا، دیانت دار، عہد کے پکے اور کثیر صدقہ و خیرات کرنے والے ہیں۔''(۳)

سلسلہ قادریہ کے مشہور صوفی اور شاعر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۹(۔ ۱۱۰۴ھ) مدفون شورکوٹ ضلع جھنگ کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤاجداد:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤاجداد کئی پشتوں سے عالم باعمل اور صوفی چلے آرہے ہیں۔ علاقہ کوہستان کی وادئ سون سکیسر (ضلع خوشاب) کا ایک مشہور گاؤں سودھی اس خاندان کا مسکن تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد کی چوتھی پشت کے بزرگ میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد و مربی حضرت حافظ مہر علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق تحصیل علم کے لیے علاقہ کوہستان سے ہجرت کی اور مختلف علاقوں کے علماء سے اکتساب علم کے بعد ضلع سرگودھا کے شہر جھاوریاں کے قریب گاؤں چک میاں موسیٰ میں ڈیرہ لگالیا۔ میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور پوتے صدر دین رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک جید عالم دین تھے۔ چک میاں موسیٰ سے آٹھ نو کلومیٹر دور دریائے جہلم کے جنوبی کنارے ایک قریہ ''بیربل'' کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں کے لوگ اگرچہ انتہائی آسودہ حال تھے تاہم دین کے احکام سے بالکل ناآشنا تھے۔ اہل بیربل حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی سعی اور اصرار کے بعد بیربل گاؤں میں لے آئے۔

بیربل آکر مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ واشاعت دین کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک بیٹے محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ایک جید عالم دین، مدرس اور صاحب زہد وورع تھے۔ بیربل کی جامع مسجد میں قرب وجوار سے لوگ ان کا خطبہ جمعہ سننے آتے۔ اس قدر علم فقہ کے ماہر تھے کہ علاقہ میں ان کا فتویٰ بھی چلتا تھا۔ مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے محمد شریف عین عالم شباب میں فوت ہو گئے اور کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز کر چکی تھی کہ مخلصین نے باصرار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری شادی کروائی جس کے بعد مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا سارا خاندان، علم وتقویٰ اور زہد وورع میں معروف تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے خاندان کی خواتین کو بھی علوم دینیہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی کتب خانہ میں ''مشکوۃ المصابیح'' کا ایک نسخہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دادی جان کا تحریر کردہ موجود رہا۔ مولانا محبوب عالم سوہاوی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم سوانح میں اس نسخہ کو بذاتِ خود پڑھنے کا ذکر اس طرح کیا ہے:

نیست فقط علم بقول رجال

حافظہ و عالمہ مستورہ حال

دفتر مشکوۃ کہ من خواندہ ام

از قلم جدہ اش آمد رقم (۴)

’’مولانا محبوب عالم سوہاوی فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں علم وفضل نہ صرف مرد حضرات کا خاصہ تھا بلکہ خواتین بھی اس میں غیر معمولی دسترس رکھتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دادی جان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مشکوۃ کا نسخہ میں نے خود پڑھا ہے۔‘‘

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۱ ھ بمطابق ۱۸۳۵ء میں مولانا حافظ محمد اسلم بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل ایک کامل بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش اور بلند مرتبت کی بشارت دے دی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ایک عظیم باعمل عالمِ دین اور روحانی پیشوا تھے۔ والدہ ماجدہ بھی انتہائی نیک خاتون تھیں۔ (۵)

ابتدائی تعلیم وتربیت:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا حافظ محمد اسلم صاحب سے حاصل کی۔ جلد ہی قرآن مجید حفظ کرلیا اور والد گرامی سے ہی ابتدائی فارسی، رسائل سکندر نامہ بعض کتب فقہ اور فتاوی مسعودی وغیرہ پڑھیں۔ ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد بزرگ وار کا انتقال ہوگیا۔ وصال کے وقت کسی مخلص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی سے کہا کہ اپنے اس اکلوتے بیٹے کو کسی کی کفالت میں دے جائیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا حوالہ بخدا۔ اس مخلص نے تین مرتبہ اپنی تجویز دہرائی اور تینوں مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب نے یہی جواب دیا۔ (۶)

مولانا محبوب عالم سوہاوی نے اپنے منظوم کلام میں اس واقعہ کو یوں اشعار کا جامہ پہنایا:

حضرت من بود بہ عمر قلیل

قبلہ او زد جرس الرحیل

گفت کسے ایں گہرِ شاہوار

در صدف حفظ امینے سپار

گفت سپردم بامینے کہ آں

گاہ نیارو بامانت زیاں

نیست مرا حاجت ابناء جنس
حافظ او خالق ہر جن و انس

''مولانا محبوب عالم ہادی فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت اس وقت کم عمر تھے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے دنیا سے کوچ کیا۔ کسی نے کہا کہ اپنے اس گوہر شاہ سوار (فرزند) کو کسی نیک دیانت دار شخص کے حوالے کر دو۔ تو انہوں نے کہا میں نے اسے اس امانت دار کے سپرد کیا ہے جو امانت میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا۔ مجھے لوگوں میں سے کسی کی حاجت نہیں، اس کا حافظ خود رب العالمین ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی نے جس توکل اور بھروسہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سپردِ خدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی لاج یوں رکھی کی کہ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ کو ایک زمانے اور خطے کا مقتداء اور علم و عرفاں کا سرچشمہ فیض بنا دیا۔

تحصیل و تکمیل علم:

والدِ گرامی کی وفات کے بعد مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مراکز علوم وعرفاں کا سفر کیا۔ لیکن مکمل سیراب نہ ہو سکے بالآخر اپنے ایک استادِ گرامی کے مشورے سے تکمیل علوم ظاہری و باطنی کے لیے لِلہ شریف (تحصیل پنڈ دادنخان، ضلع جہلم) گئے اور وہاں مولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۴۔۱۳۰۲ھ) جو کہ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۲۔۱۲۷۷ھ) کے اجل تلامذہ اور حفاظ میں سے تھے، سے ظاہری و باطنی علوم، حدیث، نحو، منطق، بدیع، فرائض اور اُصول و فروع کے تمام علوم میں کمال حاصل کیا۔ ان علوم کی تکمیل پر ۱۲۶۹ھ میں دستار فضیلت حاصل کی اور واپس اپنے گاؤں ''بیربل'' آ گئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر صرف اٹھارہ برس تھی۔ (۷)

شرف بیعت:

دوران طالب علمی ہی میں مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد گرامی مولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مربی، مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی باعمل شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پہلی حاضری میں ہی ان کے ہاتھ پر شرفِ بیعت حاصل کر لیا۔ حضرت قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تلقین و توجہ کے بعد مزید تربیت و تزکیہ کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو

آپ کے استادگرامی حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد کر دیا۔ حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ہونہار طالب وسالک کو بہت جلد علم وعرفاں کی انتہائی بلندیوں کا سفر مکمل کروا کر بیک وقت سندِ فضیلت اور دستارِ خلافت سے نواز دیا۔ حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گاؤں ''بیربل'' جا کر ایک مدرسہ وخانقاہ کے قیام کا حکم صادر فرمایا اور اپنے چند تلامذہ کو مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روانہ کیا تاکہ جاتے ہی درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہو سکے۔ (۸)

درس وتدریس:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو درس وتدریس کا بذاتِ خود بہت شوق تھا اور استادِ گرامی حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حکم فرمایا تھا۔ اس لیے آپ نے ''بیربل'' واپس آتے ہی حضرت للہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطا کردہ چند طلبہ سے درس وتدریس کا آغاز کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے پاس طالبان علم وعرفاں کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ جامع مسجد بیربل میں باوجود وسعت کے تِل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بڑے بڑے ذکی دور دور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر آپ کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کرنے آتے اور ظاہری وباطنی علوم سے سیراب ہو کر جاتے۔ دن رات درس وتدریس کا شغل جاری رہتا تھا۔ گویا کہ آپ کا مدرسہ وخانقاہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مصداق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دعائیہ انداز میں فرماتے ہیں:

خوشا مسجد ومدرسہ وخانقاہیں

کہ در وے بود قیل وقالِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ ابتدا میں فقیر کو سوائے تدریس کے اور کوئی کام پسند نہ آتا تھا اور کسی دوسرے کام میں بالکل جی نہ لگتا تھا۔ حضرت مولانا محمد عمر بیربلوی لکھتے ہیں:

> ''درس کیا تھا ایک اقامتی یونیورسٹی (دارالعلوم) تھی جس کے تمام طلبا واساتذہ دن رات مسجد میں مقیم رہتے۔ وہی درس گاہ تھی اور وہی دارالاقامت، گھر سے کھانا پک کر آتا تھا اور وہی مسجد ڈائننگ ہال (دسترخوان) بن جاتا تھا۔''(۹)

مرضِ وفات اور وصال:

مولانا عبدالرسول بکھروی لکھتے ہیں:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حسبِ مقتضائے حدیث مبارکہ (اشد الناس بلاء الانبیاء، ثم الاولیا، ثم الامثل

فالامثل) کوئی نہ کوئی مرض لاحق رہتا۔ زندگی کے آخری ایام میں آپ کو فالج کا مرض لاحق ہوا جس کا اثر سال بھر یعنی ایام وفات تک رہا۔ دورانِ مرض آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پہلو بالکل بے حس وحرکت ہو گیا مگر کوئی نماز قضا نہ ہوئی حتیٰ کہ ہر نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ عزیمت واستقامت اس قدر تھی کہ تیمم کی رخصت کے باوجود ہر نماز کے لیے وضو فرماتے۔ آخری ایام میں اسہال کی بیماری سے جسم انتہائی کمزور ہو گیا اس کے باوجود صوم و صلوۃ کی پابندی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا حتیٰ کہ نماز تراویح بھی سہارے کے ساتھ باجماعت ادا کرتے رہے۔[10]

بالآخر مرض کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے ۱۵/رجب المرجب ۱۳۲۱ھ بروز بدھ غروبِ آفتاب کے قریب آسمان علم ومعرفت کا آفتاب عالم تاب اور شریعت وطریقت کے اوج کا بدرِ منیر اس جہانِ فانی سے مخفی ہو کر واصلِ بارگاہِ قدس ہو گیا (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔ وفات سے اگلے دن جمعرات کو بعد از نمازِ ظہر حضرت صاحبزادہ عبدالرسول للہی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین "للہ شریف" کی اقتداء میں ہزاروں لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کی اور بیربل شریف کے قبرستان میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ جہاں آج بھی آپ کا مزار پرانوار موجود ہے۔[11]

مشائخ واساتذہ:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے نامور علماء اور صوفیاء سے اکتساب فیض کیا۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ واساتذہ کی تعداد کثیر ہے تاہم ان میں دو جلیل القدر شخصیات جن سے آپ نے ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کیا ان کا مختصر تعارف کچھ یوں ہے۔

۱۔ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ المعروف دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۲۔۱۲۷۰ھ)

۲۔ مولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۴۔۱۳۰۶ھ)

مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۹ء کو قصور شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام غلام مصطفیٰ تھا جو کہ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے۔ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، مدرس اور صاحبِ سلوک وارشاد تھے۔ جو اپنے علمی اور روحانی کمالات کی وجہ سے "مخدوم پنجاب" کے لقب سے مشہور تھے۔ پنجابی زبان اور میدانِ تصوف کے دو عظیم شاعر، سید عبداللہ

المعروف بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ انھی کے مکتبِ فیض سے کمال یافتہ تھے۔ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا نسب مختلف واسطوں سے ہوتا ہوا خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ (۱۲) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عقلی ونقلی علوم اپنے چچا جان سے سیکھے۔ سلسلہ قادریہ میں اپنے چچا سے ہی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ چچا کی وفات کے بعد حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۲۴۰ھ) کی خدمت میں دہلی حاضر ہوکر ان کے دست پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی بیعت کی اور کئی مہینے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر منازل سلوک ومعرفت طے کیں۔ دہلی قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ محدث العصر، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۳۹ھ) علم حدیث کے لیے زانوے تلمذ تہہ کیا اور حدیث کی سند کا اعزاز حاصل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمی پیاس بجھانے کے بعد بڑی محبت اور خلوص سے تدریس کا اہم فریضہ انجام دیا۔ مولانا غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم دین، محدث، فقیہ اور عظیم صوفی تھے۔ آپ عربی، فارسی اور پنجابی زبانوں میں بہت سی کتب کے مصنف اور شارح تھے۔ ان تینوں زبانوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شعر گوئی کا بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایک تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ تحفہ رسولیہ (فارسی، نظم در معجزات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۲۔ دیوانِ حضوری (فارسی نظم)

۳۔ خطباتِ حضوریہ (عربی وفارسی نظم میں جمعہ کے خطبات)

۴۔ خلاصۃ التقریر فی مذمت مزامیر

۵۔ شرح بوستان (عربی)

۶۔ رسالہ سلالہ دررد فرقہ ضالہ

۷۔ زاد الحاج (پنجابی نظم میں مسائل سفر حج)

۸۔ رسالہ میراث

۹۔ رسالہ نظامیہ شریف در مسئلہ توحید

ان کے علاوہ متعدد کتب ورسائل امتداد زمانہ کے ہاتھوں ضائع ہو گئے۔ مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۲ ذیقعد ۱۲۷۰ھ بمطابق ۱۸۵۵ء کو اس وقت ہوا جب آپ ''مثنوی مولانا روم'' کے درس میں اولیاء کرام کی موت اور ان کی برزخی حیات کو تفصیل سے بیان کرنے کے بعد مراقبہ کی حالت میں گردن جھکائے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قصور کے ایک بڑے قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں آج بھی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ (۱۳)

مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کوہستان نمک اور دریائے جہلم کے درمیان واقع تحصیل پنڈ دادنخان کے مشہور قصبہ ''للہ'' میں جمعرات کی شب ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق اعوان خاندان کی ذیلی شاخ ''سنارہا'' سے تھا۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ ثناء اللہ کے نام کی نسبت سے مشہور ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی کا نام قاضی حسن دین تھا جو اپنے وقت کے بلند پایہ عالم دین اور صاحبِ تقویٰ صوفی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری کی ابتداء اپنے والدِ گرامی سے کی اور کئی کتب پر عبور حاصل کیا۔ بعدازاں ضلع چکوال کے علاقہ ''دھن'' کے ایک گاؤں اوڈھرال میں مولانا حافظ سردار محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوکر معقولات کی تکمیل کی۔ اس کے بعد پشاور میں مولانا محمد عظیمؒ، مفتی محمد احسن رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دراز صاحبان جیسے نامور علماء سے علوم و معارف کے خزانے سمیٹے۔ (۱۴)

مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اس قدر متاثر اور معترف تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پشاور کے اسی دارالعلوم میں تدریس کی ذمہ داریاں سونپ دیں جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ خود پڑھا کرتے تھے۔ بعدازاں اپنے والدِ گرامی کے حکم پر اپنے گاؤں ''للہ'' واپس آکر درس و تدریس کے وسیع سلسلہ کو جاری کیا اور وہاں کثیر لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔ مولانا غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے عظیم بزرگ، مولانا غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور کمالات باطنی سے فیض یاب ہوئے۔

مولانا حافظ غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے قبل از وفات کنایۃً اپنے سفر آخرت کی خبر دے دی۔ بروز اتوار ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بوقت دوپہر حسبِ معمول قیلولہ کیا۔ بیدار ہونے کے بعد خود مسواک کرنے لگے اور مؤذن کو جلد اذان دینے کا کہا اور ساتھ ساتھ خود بھی کلماتِ اذان دہراتے رہے۔ جب مؤذن ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' پر پہنچا تو یہ کلماتِ مولانا خود بھی دہراتے ہوئے فرش مسجد پر جھک گئے اور جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ کی امامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، خلیفہ اعظم اور مقرب خاص مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی اور للہ ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا۔ (۱۵)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکرِ بالجہر اور آداب مسجد کے باب میں ایک رسالہ ''القول القوی'' کے نام سے تصنیف

فرمایا۔ علمی کتب پر حواشی اور تقاریظ لکھیں اور کئی فتاویٰ اور بلند پایہ مکتوبات بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ورثہ ہیں۔

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ خُلفاء:

عوام الناس کی ایک کثیر تعداد میں فیض یابی کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی وروحانی استفادہ کرنے والوں میں جلیل القدر علماء، ادباء، شعراء اور مشائخ بھی شامل ہیں۔ جن میں سے حضرت مولانا محبوب عالم سوہاویؒ، حضرت قاضی غلام محمد شاہ پوری، حضرت پیر سلطان سکندر شاہ خوشابی، حضرت قاضی عطا محمد نلوی، حضرت میاں اللہ دین خوشابی، حضرت مفتی شاہ عالم بیر بلوی، حضرت مولانا شمس الدین سیہروی، حضرت مولانا نور الدین دہالوی، حضرت قاری اللہ بخش فیض پوری اور حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری کے علاوہ سرہند کے سجادہ نشین حضرت صاحب زادہ سید احمد حسن اور قصور کے سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد شاہ قصوری قابل ذکر ہیں۔

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے تین بیٹے، مولانا حافظ احمد سعید، مولانا حافظ محمد سعید اور مولانا حافظ ابوسعید المعروف غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہوں نے اپنے والدِ گرامی نقش قدم پر چلتے ہوئے تعلیم و تعلم اور دعوت ارشاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ تشنگانِ علم دور ونزدیک سے آتے اور سیراب ہو کر واپس جاتے۔ یہ درس و تدریس کا سلسلہ آج بھی خانقاہ مرتضویہ بیربل شریف میں، مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی چوتھی پشت سے ''حضرت صاجزاہ پروفیسر محبوب حسین چشتی'' کی شب و روز محنت شاقہ سے عقلی و نقلی علوم کی عظیم اسلامک یونیورسٹی ''ادارہِ معین الاسلام بیربل شریف، سرگودھا'' کی شکل میں جاری وساری ہے جس میں جدید وقدیم علوم کا حسین امتزاج ہے۔

کتب خانہ:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گراں قدر اور عظیم الشان ذاتی کتب خانہ قائم کیا۔ جس میں بلند پایہ نایاب و نادر علمی کتب کا ایک وسیع ذخیرہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب بھی کسی نایاب کتاب سے متعلق علم ہوتا، حاصل کر کے کتب خانہ کی زینت بنا لیتے۔ اگر اصل کتاب نہ ملتی تو کسی سے عاریۃً لے کر اس کی نقل کروا لیتے۔ کتابوں سے اس قدر شغف تھا کہ جو کچھ مال پاس آتا کتب کی خرید پر صرف کر دیتے۔ آپ کتابوں کی خرید سے بڑھ کر دنیا کی کسی منفعت کو ترجیح نہ دیتے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے عرض کی کہ آپ کے دادا کی ملکیت

والی زمین اور اس کے ساتھ والا کنواں ایک سو روپیہ خرچ کرنے سے آپ کو مل سکتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: ''اگر ایک سو روپیہ پاس ہوا تو کتابیں خریدلیں گے یا اللہ کی راہ میں خرچ کردیں گے ہمیں کنوؤں کی کیا ضرورت ہے۔''(۱۶)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کتب خریدتے، مطالعہ کرتے اور مطالعہ کے بعد اکثر کتب پر یہ شعر لکھ دیا کرتے تھے:

جمادے چند دادیم جاں خریدیم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدیم (۱۷)

''ہم نے چند ٹھیکریاں (سکے) ادا کیے اور روح زندگی (کتب) خرید لیں۔ الحمد اللہ ہم نے کیا خوب سستا سودا خریدا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کتب خانہ کیا تھا علوم وفنون کے جواہر پاروں کا مرقع ومرصع دار الکتب تھا۔ ہر فن کی بیسیوں کتب تھیں اور اکثر پر مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے تحریر کردہ حواشی موجود تھے۔ لیکن افسوس! کہ یہ عظیم کتب خانہ آپ کے وصال کے بعد اپنی آب وتاب برقرار نہ رکھ سکا۔ کچھ عرصہ تک تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادگان کے علمی ذوق اور رونق کی وجہ سے اس کا بھرم برقرار رہا لیکن بعد ازاں تقسیم در تقسیم نے اس کی افادیت ومرکزیت کو ختم کردیا۔ دوسرا یہ کہ دریائے جہلم کے کنارے آباد بیر بل کی بستی وقتاً فوقتاً سیلاب کی تباہ کاریوں کا نشانہ بنتی رہی جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے پاس یہ منقسم کتب خانہ بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے بے شمار کتب کو دیمک نے خستہ حال کردیا اور بالآخر وہ ضائع ہوگئیں۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ جات پر آپ کی چوتھی پشت میں سے صاجزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی کام کروا رہے ہیں اور اس عظیم علمی سرمایہ کو اشاعت کے بعد عوام الناس تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مولانا حافظ غلام مرتضیٰ کے علمی سرمایہ سے تشنگانِ علم مستفید ہوں۔ (آمین)

کتب تفسیر کا تعارف وتبصرہ

تفسیر سورۃ الھکم التکاثر:

یہ تفسیر مولانا حافظ مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخطوط ہے جو ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ مؤلف کی طرف اس کی نسبت درج ذیل شواہد کی بنا پر درست قرار دی جاسکتی ہے۔

خود مؤلف نے کتاب کے مختصر مقدمہ میں اس کی نسبت ان الفاظ میں اپنی طرف بیان کی ہے۔

(فھذہ تذکرۃ وافیۃ وحسنۃ باقیۃ من احقر الوری تراب اقدام الاولیا غلام مرتضی نوّر اللہ قلبہ بنور الصدق والصفاو الفتھامن۔۔۔)(۱۸)

مولانا عبدالرسول بکھروی رحمۃ اللہ علیہ نے ''انور مرتضوی'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست میں اس کو ذکر کیا ہے۔

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی نے اپنی تالیف 'عرفان مرتضوی' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی فہرست میں اس کا ذکر کیا ہے۔

سہ ماہی مجلہ معین الاسلام بیربل ضلع سرگودھا کے کئی شماروں میں بھی اس کا ذکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ملتا ہے۔

مخطوط کی کیفیت اور اہم خصائل:

اس مخطوط کا ایک ہی نسخہ دستیاب ہوا ہے جو کہ ایک چھوٹے سائز کے رجسٹر کی صورت میں موجود ہے۔

یہ مخطوط مکتبہ مرتضویہ، ادارہ معین الاسلام بیربل، ضلع سرگودھا میں قابلِ قرات درست حالت میں موجود ہے۔

اگرچہ یہ مخطوط قابلِ قرات ہے لیکن اس کے بعض صفحات امتدادِ زمانہ اور دیکھ بال نہ ہونے کی وجہ سے کسی قدر بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ تاہم یہ مخطوط اپنے تمام تر محتویات کے ساتھ محفوظ ہے۔

یہ مخطوط (۲۰۰) دوسو صفحات پر مشتمل ہے۔

مخطوط کی عبارت خط نسخ میں ہے اور موجودہ نسخے کے ناسخ (کاتب) مولانا محبوب عالم سوہاوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، مولانا عبداللطیف سوہاوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مخطوط کی عبارت مسلسل چلتی ہے اس میں پیراگراف اور بند نہیں ہیں۔ مخطوط کے صفحات کا سائز ۲۵ سم لمبا اور ۱۶ سم چوڑا ہے۔ مختلف صفحات میں سطروں کی تعداد (۱۰، ۱۳، ۱۵) مختلف ہے۔

آغاز مخطوط:

مخطوط کے آغاز میں چند تمہیدی کلمات ہیں جنہیں مختصر دیباچہ کہا جا سکتا ہے۔ موضوع سے متعلق اصل عبارت کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

(الحمد اللہ الذی خلق الانسان، علمہ البیان، والصلوۃ والسلام علی سید

الانس و الجان وعلی اله واصحابه الذین بذلوا هممهم فی معانی القرآن۔۔۔)[۱۹]

وسط مخطوط:

یہ مخطوط چوں کہ دو سو صفحات پر مشتمل ہے لہٰذا اس کے وسطی صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ایک موضوع کی تکمیل ان الفاظ سے کی گئی ہے۔

"طوبی لهذا العبد الذی لم یذنب قط، ما اکرم الله (فاولئک یبدل الله سیاتهم حسنات)"[۲۰]

اختتام مخطوط:

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے مخطوط کا اختتام ان الفاظ میں کیا ہے:

"واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین"

مخطوط کی عبارت مکمل ہونے پر ناسخ (کاتب) نے اپنی طرف سے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے:

"قدتمت هذا التصنیف من ید عبد الضعیف المعروف بمحمد عبداللطیف جعل الله علمه وعمله فی التضعیف"[۲۱]

منہج واسلوب:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مخطوط "تفسیر سورۃ الهکم التکاثر" کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤلف نے اس کتاب کا آغاز ایک مختصر دیباچے یا مقدمے سے کیا جس میں اس کتاب کا مختصر تعارف کروایا اور اسی کے اندر اس تفسیر کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا نام انتہائی انکسار سے تحریر کیا ہے۔

سورۃ التکاثر کی تفسیر سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ کا مختصر تعارف کرایا ہے اور اس سورۃ سے متعلق وارد روایات کا ذکر کیا ہے۔

مؤلف نے سورۃ کے مختلف الفاظ وتراکیب کی لغوی و اصلاحی تشریح بھی کی ہے اور ان الفاظ کی توضیحات بھی درج کی ہیں۔

مؤلف نے تفسیر کے دوران بعض مقامات پر موضوع سے متعلق اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

نقد وتبصرہ:

زیرِ بحث مخطوط ''تفسیر سورۃ الھکم التکاثر'' اپنے موضوع کے اعتبار سے انفرادیت کی حامل تفسیر ہے کیونکہ عمومی طور پر مختصر سورتوں کی الگ تفسیری کتب کی تعداد بہت کم ہے۔ 'پھر' تکاثر'' جیسا موضوع فی زمانہ انسان کے حبِ دنیا اور جاہ ومال کی حرص وطلب کے حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جس سے اجتناب کی تلقین کرتے ہوئے مؤلف نے اس موضوع کا انتخاب کیا۔

کتاب اگرچہ آیاتِ قرآنی، احادیث نبویہ آثار واقوال صحابہ، تفسیری روایات اور مؤلف کی ذاتی تشریحات کی بناء پر موضوع سے متعلق معلومات کا ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ تاہم ترتیب کے اعتبار سے اس میں درج ذیل چند خامیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

کتاب بغیر فہرست عنوانات کے تحت لکھی گئی ہے۔

عبارت کی تحریر مسلسل ہے یعنی پیراگراف یا بند نہیں بنائے گئے۔

مختلف مقامات پر تفسیر میں غیر ضروری طوالت ہے۔ جو اصل موضوع کو نظروں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

المختصر یہ کتاب اپنے موضوع، مواد اور موعظت ونصیحت کے اعتبار سے انفرادیت کی حامل ہے۔ موضوع اس قدر اہم ہے کہ حسن ترتیب سے تدوین کے بعد شائع ہونی چاہیے تاکہ آج کے دور میں پائی جانے والی حرص وطمع کی لعنت سے چھٹکارا پانے میں مؤلف کی یہ کاوش معاون ثابت ہو سکے۔

کتاب المعراج

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت اہم اور تفسیری ادب میں عظیم شاہکار ''کتاب المعراج'' ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ تصنیف عقلی ونقلی علوم کا ایک خزانہ ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کا آغاز بغیر مقدمے کے کیا ہے۔ بذات خود صراحتاً اپنی طرف نسبت نہیں کی تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات، متعلقین وتلامذہ کے مکتوبات میں اس کتاب کا ذکر مؤلف کے حوالے سے کیا گیا ہے۔

مخطوط کی کیفیت اور خصائص:

مخطوط ''کتاب المعراج'' مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک گراں قدر، نادر علمی سرمایہ ہے جو ابھی تک زیور طباعت سے مزین نہیں ہو سکا۔ اس کتاب کے تاحال دو نسخے دریافت ہوئے ہیں۔ دو قلمی نسخے لاہور

کی مشہور لائبریری، دیال سنگھ (ٹرسٹ) میں موجود ہیں۔ جن کا اندراج لائبریری کی فہرست مخطوطات میں سیریل نمبر ۴۰۶ اور ۴۳۴۴ پر ہے۔ جب کہ دو قلمی نسخے مؤلف کے شیخ ومربی اور استاد مولانا حافظ غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ للہ ضلع جہلم کی لائبریری میں موجود ہیں۔ مخطوط کے چند ایک خصائص درج ذیل ہیں۔

یہ مخطوط ۴۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں گیارہ (۱۱) سطریں اور ہر سطر میں تقریباً بارہ (۱۲) الفاظ ہیں۔ مخطوط کا پیپر سائز ۲۴ سم لمبا اور ۱۵ سم چوڑا ہے۔

مخطوط ''خط نسخ'' میں تحریر کیا گیا ہے۔ ابتدا سے انتہا تک رسم الخط ایک جیسا ہے اور آغاز سے اختتام تک سیاہ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

مکمل مخطوط بغیر اعراب کے ہے۔ بعض مقامات پر حذف وسقط بھی واقع ہے۔

مخطوط کی عبارت مسلسل ہے پیرگراف نہیں بنائے گئے۔

مخطوط کے اختتام پر کاتب کا نام ''سراج الدین'' درج ہے اور ساتھ ہی تاریخ فراغت ۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ بمطابق ۲۸ اپریل ۱۹۰۸ء رقم کی گئی ہے۔

آغازِ مخطوط:

مخطوط کی عبارت کا آغاز مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی مقدمہ کے ان الفاظ سے اصل موضوع سے کیا ہے:

''(سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا) انما قال سبحان، تنزیها لذاته من کل مایلیق بجلاله من القبائح و النقائص''(۲۲)

اختتامِ مخطوط:

مخطوط ''کتاب المعراج'' اختتامِ مضمون کی عبارت کے تسلسل کے ساتھ مؤلف نے اچانک کر دیا ہے۔ اتمام کتاب سے متعلق کسی قسم کا کوئی بیان شامل نہیں کیا۔ مخطوط کا اختتام مؤلف نے ان کلمات پر کیا ہے:

''الخامسة عشر، انه لما رفع بعیسیٰ علیه السلام الی السماء وبقی هناک ونبیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اسری به الی السموات ارسل بعد ذلک الی امته فی الارض فما الحکمة فی ذلک''(۲۳)

مخطوط ''کتاب المعراج'' کا منہج واسلوب:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دورِ آخر کے اجل علماء اور عظیم صوفیا میں ہوتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل درس وتدریس، سلوک وارشاد، وعظ وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کا اہم کار سرانجام دیا۔ واقعہ معراج چوں کہ انسان کی جسمانی اور روحانی عظمتوں اور رفعتوں کا مظہر ہے اس لیے مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبعی رجحان کے باعث اس موضوع پر قلم اُٹھایا اور اس کا حق ادا کر دیا۔

درج ذیل نکات سے بہ آسانی مخطوط ''کتاب المعراج'' کے منہج واسلوب اور خصائص کو سمجھا جا سکتا ہے۔

مؤلف نے آیات کی تشریح میں قرآن وحدیث اور اقوال وآثار کا استعمال کیا ہے جیسے سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی ہی آیت میں کلمہ ''عبد'' کے متعلق قرآن وحدیث اور اقوال وآثار سے دلائل دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ معراج صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی تھا۔

پھر تعددِ معراج پر بحث کی ہے اور اس پر وارد اعتراضات کے شافی جواب دیے ہیں۔

اس کے بعد مؤلف نے سفرِ معراج کے لیے تخصیصِ شب کی حکمت بیان کرتے ہوئے بہت سے اسرار ورموز بیان کیے ہیں۔

مزید برآں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ اسرا کی حکمتیں بیان کی ہیں اور اس پر بیس (۲۰) کے قریب دلائل پیش کیے ہیں۔

مؤلف نے مختصر وقت میں سفرِ معراج کے مکمل ہونے پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تمثیلی انداز میں جواب دیا ہے۔ اسی طرح معراجؐ (اسراء) کی تاریخ کے تعین پر دلائل سے اپنا موقف ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ یقینی طور پر رجب کی (۲۷) تاریخ کو ہی پیش آیا تھا۔

☆ اس کے بعد مؤلف نے شبِ معراج آسمانوں اور زمین کی تزئین وآرائش، ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کی طرف سے استقبال وغیرہ سے متعلق روایات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔

☆ عروج الی السماء، ساتوں آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں اور فرشتوں کی عبادت کی کیفیات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

☆ مؤلف نے اس مخطوط کی تالیف میں آیات کی لغت کے اعتبار سے انتہائی بہترین تفسیر کی ہے۔ ساتھ

ہی ساتھ حق تعالیٰ کی مختلف کلمات کے استعمال کی لغت اور فقہ کے اعتبار سے حکمتیں بیان کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی تعلق انتہائی دلنشین انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ کلمہ ''عبد'' کی قرآنی آیات، احادیث اور آثار واقوال کی روشنی میں توضیح کی ہے۔ اس ضمن میں حضرت موسیٰ کا اپنے رب کے حضور اپنی عبودیت کا اعتراف، اس پر قول نقل کیا ہے۔ ساتھ ہی معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے حضور عجز ونیاز اور بندگی کا تذکرہ انتہائی دلکش انداز سے پیش کیا ہے کہ بارگاہ قدس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو ''عبد'' کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں لیکن مخلوق اور امت کے لیے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''صاحب اوصاف وکمالاتِ رسول'' کے لقب سے ذکر کرتا ہے المختصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس مخطوط میں سورۃ نبی اسرائیل کی پہلی آیت کا مطالعہ کرنے سے ہی اس کا منہج واسلوب واضح ہوجاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر دلکش اور عمدہ انداز میں اس تفسیری مخطوط کو قرآنی آیات واحادیث، آثار واقوال اور حکایات وروایات کے بیان سے مزین کیا ہے۔ (۲۴)

نقد وتبصرہ:

مخطوط ''کتاب المعراج'' اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے عظیم معجزہ کا بیان عقیدت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت ہے۔ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع سے اپنی محبت وعقیدت کی بناء پر یہ مخطوط تحریر فرمایا۔ آج کے الحاد ودہریت اور فلسفہ وتعقل کے پرآشوب دور میں ایسی کتب یقیناً ایمان کی تقویت کا باعث ہیں۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی دلکش اسلوب، تحقیقی انداز اور روایتی تفصیلات کے ساتھ موضوع کا حق ادا کیا ہے جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ''معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پر لکھی جانے والی تمام کتب سے فوقیت رکھتی ہے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اہلِ عرب سے نہ تھے تاہم آپ کی تحریر کی سلاست اور انداز بیان کی چاشنی نے اس کتاب کو ایک ایسے گلدستہ عقیدت کی شکل دے دی ہے جس سے ایک زمانہ اپنے مشام جاں کو معطر کرتا رہے گا۔

تاہم انسانی تالیف ہونے کی بناء پر اس کتاب میں بھی چند ایک ایسے پہلو بھی ہیں جن پر اگر توجہ دی جاتی تو یہ کتاب مزید عمدہ دکھائی دیتی۔

کتاب کا مقدمہ اور دیباچہ سرے سے موجود ہی نہیں جو کہ کتاب کا جزو لازم ہوتا ہے کیونکہ اس میں وجہ انتخاب موضوع غرض وغایت اور اہمیتِ موضوع کا ذکر ہوتا ہے۔ اس مخطوط میں مقدمہ کا نہ ہونا بڑی

تشنگی کا احساس دلاتا ہے۔

فصول اور ابواب بندی کا اہتمام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے کتاب کے حسن میں قدرے کمی ہے۔

عبارت بند اور پیراگراف کے بغیر مسلسل چلتی ہے جو کہ حسن تحریر کی ایک بہت بڑی خامی ہے۔

کتاب کو عقلی و نقلی دلائل سے مزین تو کیا گیا ہے لیکن طرزِ تحریر قدیم ہے۔ حوالہ جات وغیرہ کا سرے سے ذکر نہیں کیا گیا۔

کتاب کو مختلف موضوعات اور عنوانات کے تحت بیان کیا جاتا تو قاری کے لیے زیادہ مفید ہو سکتی تھی۔

المختصر یہ کتاب اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو عقل پسندوں اور معترضین کی طرف سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عظیم علمی سرمایہ کے ضخیم مجموعہ کو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ مؤلف کی اس کاوش سے ہر سطح کے قارئین مستفید ہو سکیں۔

کتب حدیث کا تعارف و تبصرہ

۱۔ مصباح الدجیٰ فی شرح احادیث المصطفیٰ

۲۔ تحفۃ الطلبۃ ترجمہ مصباح الدجیٰ

''تحفۃ الطلبۃ'' چوں کہ کتاب ''مصباح الدجیٰ فی شرح احادیث المصطفیٰ'' کا اردو ترجمہ ہے اور اصل کتاب عربی میں لکھی گئی ہے لہٰذا دونوں کتب کا تعارف و تبصرہ اکٹھے ہی پیش کیا جائے گا۔

مختلف شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ دونوں مخطوطات مولانا حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ مؤلف نے خود ''تحفۃ الطلبہ'' کے مقدمے میں اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ''عرض کرتا ہے فقیر، حقیر پر تقصیر، احقر الوریٰ غلام مرتضیٰ رزقہ اللہ الصدق والصفاء کہ کتاب ''مشارق الانوار'' علم حدیث میں نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس واسطے کہ اس کی احادیث صحت پر اتفاق ہے۔ اس کا نام ''مصباح الدجیٰ'' اور ترجمہ کا نام ''تحفۃ الطلبۃ'' مقرر کیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس کتاب کو مقبول کرے اور اہلِ اسلام کو فائدہ عام بخشے اور بھول چوک معاف کرے۔'' (۲۵)

☆ مخطوط کے بعض اوراق پر مؤلف کی ذاتی مہر بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مؤلف کی اپنی تحریر کردہ ہے۔

☆ اختتامی کلمات میں بھی مؤلف نے اس مخطوط کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

"الحمد لله یه کتاب "تحفة الطلبة ترجمه مصباح الدجی" از دست فقیر حقیر پر تقصیر، احقر الوری غلام مرتضیٰ رزقه الله الصدق و الصفا در روز دو شنبه ماهِ ربیع الآخر ۱۲۷۰ھ وقتِ عصر تمام کردن۔"(۲۶)

درج بالا شواہد سے معلوم ہوا کہ یہ مخطوط حقیقتاً مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے ہیں۔

کیفیت مخطوط اور خصائص:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "تحفۃ الطلبہ اردو ترجمہ مصباح الدجی فی شرح احادیث المصطفیٰ" کا مخطوط مکتبہ مرتضویہ ادارہ معین الاسلام، بیربل سرگودھا میں موجود ہے ابھی تک اس کا یہ ایک ہی نسخہ دریافت ہوا ہے۔ مخطوط کے چند خصائص درج ذیل ہیں:

مخطوط کے تمام اوراق پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ البتہ چند ایک مقامات پر بعض الفاظ اور کلمات کے پڑھنے میں، اوراق کی بوسیدگی یا تحریر کا انداز قدرے دشوار ہونے کی وجہ سے دقت پیش آتی ہے۔

مخطوط کے کل صفحات ایک سو بارہ (۱۱۲) ہیں۔ ہر صفحہ پر پندرہ سطریں تحریر ہیں اور ہر سطر میں تقریباً سولہ (۱۶) الفاظ ہیں۔ صفحات کی لمبائی ۲۲.۵ اور چوڑائی ۱۵ سم ہے۔ مخطوط مؤلف کا بقلم خود تحریر کردہ ہے۔

مخطوط کا رسم الخط آغاز سے اختتام تک فارسی اور نستعلیق ہے۔ کتابت کے لیے سیاہ اور سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ بین السطور اور حاشیہ میں بعض مشکل عربی و فارسی الفاظ کے اردو معانی بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

مولانا حافظ غلام مرتضیٰؒ نے مخطوط کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے:

"الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علی محمد سید المرسلین و شفیع المذنبین و علی آله و صحبه اجمعین۔"

مخطوط کا اختتام ان الفاظ پر کیا ہے:

"الحمد لله علی الاتمام و الصلوٰة علی رسوله محمد و آله و صحبه الکرام۔"(۲۷)

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ نے آخر میں کتاب کی اہمیت سے متعلق ایک مثنوی تحریر کی ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

شکر کہ انجام کو پہنچی کتاب
علم حدیث کی لب لباب
جو کہ مطالب تھے بر اوجِ فلک
ترجمے سے آئے اتر ارض تک
یعنی کہ اردو کی پہن کر قبا
شاہد تازی ہوا جلوہ نما
دوستو! اب اس کا ادا حق کرو
خلق کو سمجھاؤ خود اس کو پڑھو
یا رب ان اوراق کو مقبول کر
ہند کو اس فیض سے کر بہرہ ور
یا رب اس عاجز کی دعا کر قبول
خاتمہ بالخیر بحق رسول (۲۸)

تاریخ تکمیل مخطوط:

مؤلف نے مخطوط کے اختتام پر تاریخ تکمیل کتاب خود تحریر کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الحمدللہ کہ کتاب "تحفۃ الطلبۃ ترجمۃ مصباح الدجی" از دست فقیر، حقیر، پر تقصیر، احقر الوریٰ غلام مرتضیٰ رزقہ اللہ الصدق و الصفا، در روز دو شنبہ بارہ ربیع الآخر ۱۲۷۰ھ وقتِ عصر تمام کردن۔ (۲۹)

مخطوط کا منہج و اسلوب:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مخطوط احادیث صحیحہ کی روشنی میں عام مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اسی لیے انہوں نے صحیحین میں سے ان احادیث کا انتخاب کیا ہے جن کا ایک مسلمان کی روزمرہ زندگی میں بڑا دخل ہے۔ کتاب کا آغاز ایک مختصر مگر جامع مقدمے سے کیا ہے جس میں کتاب کے نام، موضوع اور

سبب تالیف کو بیان کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ مؤلف نے یہ کتاب ''مشارق الانوار'' میں بیان کردہ روایات کی اہمیت کے پیش نظر تالیف کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں اصول حدیث کے ضمن میں انتہائی مفید اور جامع انداز میں اصطلاحات حدیث کی وضاحت کی ہے تاکہ قاری کے لیے حدیث کی حیثیت کو پرکھنے میں آسانی ہو۔ مخطوط میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل اہم موضوعات کو احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں بیان کیا ہے:

۱۔ ایمان ۲۔ علم ۳۔ فضائل وضو ومسواک ۴۔ نماز ۵۔ عیادتِ مریض ۶۔ تقدیر

۷۔ مردوں کے احکام ۸۔ فضائلِ رمضان

۹۔ حج ۱۰۔ فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۱۔ مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مؤلف نے اس کتاب میں پندرہ (۱۵) ابواب بنائے ہیں پھر مختلف ابواب کی مزید فصول بنائی ہیں۔ موضوعات سے متعلق صحیحین کی ان روایات کو بیان کیا ہے جو معروف ہیں۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کی روایت نقل کرنے کے بعد اس کا ترجمہ مولوی خرم علی کی کتاب ''تحفۃ الاخیار فی ترجمۃ مشارق الانورا'' سے تحریر کرتے ہیں۔ حدیث کے اختتام پر شرح حدیث اور ذاتی رائے کا اظہار ''فائدہ'' کے عنوان سے تحریر کرتے ہیں۔ فائدہ میں فارسی اور اُردو اشعار کا استعمال کرتے ہیں لیکن شاعر کا حوالہ نہیں دیتے۔ جہاں موضوع کی مناسبت ہو وہاں معاشرتی بگاڑ اور عصری تقاضوں کو شریعت کی روشنی میں مختصراً بیان کرتے ہیں۔

الغرض مؤلف نے نہایت محنت، باریک بینی اور فکر ونظر سے اس کتاب کی تالیف کی ہے اور اس کتاب کو اپنے موضوعات کے اعتبار سے نہ صرف طلبہ بلکہ عام قاری کے لیے بھی حقیقی معنوں میں ایک ''تحفہ'' بنا کر پیش کیا ہے۔

نقد وتبصرہ:

زیرِ بحث کتاب ''تحفۃ الطلبۃ ترجمہ مصباح الدجی فی شرح احادیث المصطفیٰ'' موضوع کے اعتبار سے صحیح احادیث کا ایک منفرد مجموعہ ہے۔ جس میں عام مسلمان کے لیے پیش آمدہ فقہی مسائل اور ضروریات دین پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ اس میں ہر موضوع سے متعلق احادیث صرف ''صحیحین'' سے لی گئی ہیں۔ مؤلف نے گویا احادیث کی صحت کے التزام کو زیادہ اہمیت دی ہے جو کہ انتہائی قابلِ ستائش ہے۔ دوسری خوبی یہ کہ مؤلف نے حدیث کا متن صرف اتنا ہی دیا ہے جتنا موضوع سے متعلق

ہے جس کی بناء پر کتاب طوالت کے بوجھ سے محفوظ رہی ہے۔

خصائص کے ساتھ ساتھ چند امور ایسے بھی ہیں جن کی وجہ سے کتاب اپنے اندر کسی قدر تشنگی رکھتی ہے۔

کتاب کا مقدمہ اگرچہ انتہائی معلومات افزا ہے تاہم اگر مختصراً دوسری اقسام حدیث کا تعارف بھی کروا دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔

علمِ حدیث اور اس کی اہمیت پر قدرے تفصیل کتاب کی شان میں مزید اضافہ کرسکتی ہے۔

روایتِ حدیث میں لفظ صحابی پر سند کو ختم کرنا درست نہیں کیوں کہ اس سے حدیث کے مرسل ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

المختصر مجموعی طور پر یہ کتاب طلبہ حدیث اور عامۃ الناس کے لیے حدیث کا ایک بہترین اور خوب صورت انتخاب ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

۳۔ شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجیٰ:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ معرکہ آراء تالیف ہے۔ دراصل یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مصباح الدجی'' کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کی نسبت کتاب کے افتتاحیہ خطبہ میں خود یوں تحریر فرمائی:

''احقر الخلیقۃ بل لا شئ فی الحقیقۃ، اضعف الضعفاء، حامل نعال الاولیاء بالخیر، غلام مرتضیٰ او صلہ اللہ تعالیٰ الی مایتمنی۔۔۔''(۳۰)

مخطوط کے خصائص:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ''شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجی'' کا یہ مخطوط آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلف رشید صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین کی ذاتی لائبریری ''مکتبۃ المرتضویہ'' میں اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ یہ مخطوط تاحال زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ مخطوط کے چند چیدہ چیدہ خواص درج ذیل ہیں:

یہ مخطوط آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مصباح الدجی'' میں موجود دوسو پانچ (۲۰۵) احادیث کی ایک بسیط شرح وتوضیح پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحات کی تعداد (۵۷۷) ہے۔ اس کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر چند صفحات کا اضافہ بھی ہے جس میں مواعظ ونصائح اور عربی ضرب الامثال، نظم ونثر کی صورت میں موجود ہیں۔

مخطوط کے ہر صفحہ پر (۱۳) سطریں اور ہر سطر میں تیرہ سے لے کر اٹھارہ حروف ہیں۔ صفحات کا سائز (۱۷) سم طولاً اور (۹) عرضاً ہے۔ کاتب نے اسے قدیم نستعلیق رسم الخط میں لکھا ہے تاہم کہیں کہیں عبارت خط نسخ میں بھی ہے۔ کاتب نے مخطوط کی تحریر میں تین (سیاہ، سرخ اور سبز) رنگوں کی روشنائی استعمال کی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "جوامع الکلم" کی خصوصیت عطا کی گئی۔ کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حدیث ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تالیف اپنے خصائص کی بدولت بالخصوص طلبہ اور بالعموم عوام الناس کے لیے بیش قیمت خزانہ ہے۔

مخطوط کا منہج واسلوب:

عربی ادب میں حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ اسی کی بدولت متقدمین ومتاخرین محدثین نے اس پر بیش قیمت کتب تالیف کی ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا اور ہر دور میں حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج واشاعت کے لیے علم کا باب کھلا رہے گا۔ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف بالخصوص جو علم حدیث پر ہیں، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ ان میں سے "شمس الضحی فی شرح مصباح الدجی" احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرح کا ایک نادر مجموعہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح میں مذکورہ احادیث کے معانی ومطالب کو انتہائی بلیغ انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف الفاظ کے ظاہری معانی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایسے افکار واسرار روحانی بھی بیان کر دیے جو عموماً بڑی بڑی کتب میں نہیں پائے جاتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ ان الفاظ میں کیا:

"الحمد للہ رب العالمین، الرحمن الرحیم، مالک یومِ الدین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین۔۔۔"(۳۱)

اس خطبہ میں مؤلف نے علم حدیث کی اہمیت اور کتاب کی تالیف کی غرض وغایت کو نہایت علمی وتحقیقی انداز میں بیان کیا ہے۔ متن کا آغاز محدثین کے طریق پر مشہور حدیث "انما الاعمال بالنیات" سے کیا ہے۔ اس ضمن میں مؤلف نے حسن نیت کے حوالے سے نہایت علمی اور ایمان افروز رموز بیان کیے ہیں اور انسانی زندگی میں "بدنیتی" کے اثرات ونتائج سے آگاہ کیا ہے۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس مخطوط میں پندرہ (۱۵) ابواب قائم کیے ہیں اور ہر باب کے تحت مختلف فصول باندھی ہیں۔ آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا خاتمہ ''الخاتمۃ فی انواع شتیٰ'' کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ اس کے تحت نے بعض دعائیں اوران کے فضائل، نوافل کے فضائل، کفالت یتیم، اخلاق حسنہ کی ترغیب اور اخلاق رزیلہ سے ترہیب کے موضوعات بیان کیے ہیں۔ الغرض مؤلف نے ایک عمدہ علمی، تحقیقی اور اصلاحی اسلوب میں اس مخطوط کو تالیف کیا ہے اور یہ ہر خاص وعام کے لیے ایک عظیم علمی سرمایہ ہے۔

نقد وتبصرہ:

زیرِ بحث کتاب ''شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجیٰ'' مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی انتہائی دلکش اور بلیغ اسلوب میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری الفاظ اور باطنی اسرار کی تشریح وتوضیح کا ایک نادر شاہکار ہے۔ بلاشبہ اس کتاب کو علمِ حدیث، فقہ ولغت، صرف ونحو اور علمِ معانی وبدیع کا بحرِ زخار کہا جاسکتا ہے۔ اس میں بیان کیے گئے شرعی علوم کے مفاہیم اور باطنی علوم کے اسرار سے تاقیامت لوگ مستفید ہوتے رہیں گے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا دور آج سے تقریباً دو صدی (۲۰۰ سال) قبل کا ہے اس لیے یہ کتاب دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق چند ایک حوالوں سے تشنگی کا احساس رکھتی ہے۔

- ☆ کتاب میں ابواب اور فصول بندی کا لحاظ تو رکھا گیا ہے لیکن اس میں ابواب اور عنوانات کی فہرست موجود نہیں۔
- ☆ احادیث کی تشریح وتوضیح میں اگر پیرابندی کا لحاظ رکھا جاتا تو مختلف پہلوؤں سے کی گئی تشریح کے ہر حصے کی الگ سے اہمیت قائم ہوجاتی۔
- ☆ احادیث کی تشریح میں جابجا اشعار واقوال کا استعمال کیا گیا ہے لیکن قائل یا شاعر کی نسبت ذکر نہیں کی گئی۔ اس بناء پر یہ پہلو تشنگی کا احساس رکھتا ہے۔

الغرض ان تمام امور کی باوصف کتاب ''شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجیٰ'' اس قدر اہم ہے کہ آج کے دور میں مؤلف کی اس علمی کاوش سے دنیائے عالم کو روشناس کرایا جائے۔

۴۔ نزھۃ الناظرین وبھجۃ الطالبین:

مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ''مصباح الدجیٰ'' کی طرز پر یہ دوسرا مجموعہ انتخابِ حدیث ہے جس میں ایک سو انچاس (۱۴۹) احادیث شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے دیباچے میں اس کی نسب اپنی

طرف بیان کی ہے۔ یہ کتاب مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں طبع بھی ہوئی ہے۔ اب اس کا اردو ترجمہ نامور ماہرِ تعلیم، صاحبِ علم وفضل پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل سالک (سابق صدرِ شعبہ فلسفہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور) نے ''گلدستہ احادیث'' کے نام سے تحریر کیا ہے اور مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وروحانی فیوضات کے وارث ''صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین'' نے حسنِ طباعت کے زیور سے آراستہ کر کے شائع کیا ہے تاکہ ہر عام وخاص اس کے مطالعہ سے مستفید ہو سکے۔ یہ کتاب مؤلف نے اپنے بڑے بیٹے مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لکھی اور درسی کتاب کے طور پر طبع کروائی۔ اس کا سنِ کتابت وطباعت ۱۲۷۵ھ ہے جو اصل نسخہ کے اختتام میں تحریر شدہ ہے۔ اس کتاب کے پیش لفظ میں اس کتاب کی تالیف کا مقصد اپنے بیٹے حافظ احمد سعید کے لیے تعلیم، احباب کے لیے تذکرہ، دوستوں کے لیے تحفہ اور یومِ حساب کے لیے زادِ عمل کے طور پر بیان کیا اور نام خود ہی ''نزھۃ الناظرین وبھجۃ الطالبین'' لکھ دیا۔ (۳۲)

کتاب کا مخطوط دستیاب نہیں تاہم پہلے والے مطبوعہ نسخے اور اس کے ترجمہ ''گلدستہ احادیث'' کے مطالعہ سے اس کتاب کے چند خواص کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

☆ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے آغاز میں ایک مختصر سا مقدمہ اپنے قلم سے خود تحریر فرمایا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علمِ حدیث کے موضوع، حیثیت، تعریف اور غرض وغایت کو بیان کیا ہے۔ کتاب کے متن کو مشارق الانوار سے ماخوذ بتایا ہے۔ متن حدیث میں مؤلف نے (خ) کی علامت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے، (م) کی علامت امام مسلم کے لیے اور (ق) کی علامت متفق علیہ حدیث کے لیے استعمال کی ہے۔ نیز کتاب کے متن کے مصادر اور بعض مستعمل علامات وارشادات کا ذکر کر کے قارئینِ کتاب کو علمِ حدیث پڑھنے، عمل کرنے اور اس سے تعلق قائم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔

☆ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے حدیث کے لیے عنوان باندھا ہے بعد ازاں متن نقل کیا ہے پھر کتاب کا حوالہ لکھا ہے اور اس کے بعد صحابی راوی کا مختصر مگر جامع تعارف، صحابی کی کل مرویات اور صحیحین میں مرویات کی تعداد ذکر کی ہے۔ یہ تمام خصائص مؤلف کی کتاب کی استنادی حیثیت کو واضح کرتے ہیں۔

☆ فقہی احکام والی حدیث کی تشریح میں آئمہ کا اختلاف اور استدلال بھی بیان کیا ہے۔ کتاب کا اسلوب انتہائی بلیغ اور دلکش ہے مؤلف نے کتاب میں تمام قولی احادیث نقل کی ہیں۔

☆ کتاب میں احادیث اور ان کی تشریح وتوضیح کے بعد مؤلف نے اختتامی دعا بھی تحریر کی ہے۔ آخر میں

ضمیمہ کی صورت میں چند عربی ضرب الامثال، عجائب وغرائب اور مواعظ کا ذکر بھی کیا ہے۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں ''ولکن ھذا اخر ما اردنا و ختام ماقصدنا والحمدللہ رب العالمین، والصلوۃ علیٰ رسولہ محمد شفیع المذنبین و الہ واصحابہ الطیبین الطاھرین، امین''

الغرض مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تالیف کا مطالعہ کرنے کے بعد بلا تردد یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ علم حدیث کی ایک مستند اور جامع کتاب ہے جو مبتدی کی اصلاح اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عظیم نسخہ ہے۔

کتب مواعظ ونصائح

۱۔ تحفۃ العافین وھدیۃ السالکین:

مولانا حافظ مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا دور برصغیر میں مسلمانوں کے انحطاط کا دور تھا۔ جس میں انگریزوں کے تسلط سے مسلمانوں کے مدارس اُجڑ گئے تھے۔ خانقاہیں ویران ہوگئیں تھیں۔ مسلمان فکری، ذہنی، سیاسی اور علمی و روحانی پستی کا شکار تھے۔ اس پر آشوب دور میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اپنی علمی تالیفات سے مسلمانوں کی علمی وفکری آبیاری کی تو وہاں اپنے مواظ ونصائح پر مشتمل کتب کے ذریعے ان میں باطنی وروحانی انقلاب پیدا کیا اور مواعظ ونصائح پر مشتمل کتب تحریر کیں۔ زیرِ بحث مخطوط مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ مواعظ میں سے ہے۔ اپنے فن اور حسن ترتیب کے اعتبار سے اس کتاب کا شمار اس موضوع کی اہم ترین کتب میں ہوتا ہے۔ یہ داخلی شہادت ہے کہ خود مؤلف نے کتاب کے خطبہ میں اس کتاب کی نسبت اپنی طرف تحریر کی ہے۔ یہ مخطوط اس وقت ''مکتبۃ المرتضویہ'' بیربل ضلع سرگودھا میں قابلِ قرأت حالت میں کتاب کی شکل میں موجود ہے۔ مخطوط کی کتابت میں خط نستعلیق اور خط نسخ کو اپنایا گیا ہے۔ مخطوط مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کاتب سے تحریر کروایا ہے اور اس کا نام ''محمد نور عالم'' صفحہ آخر پر درج ہے۔ اس مخطوط کو مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد و مربی ومولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر زیور تحریر سے آراستہ کیا۔ مؤلف نے اس مخطوط میں ان مصادر کا بھی ذکر کیا ہے جن سے استفادہ کیا ہے۔ مصنف نے اسے سترہ (۱۷) ابواب میں تقسیم کیا ہے اور ہر بات کو ''مجلس'' کا نام دیا ہے۔ آخر میں تین فصول پر مشتمل ایک خاتمہ بھی تحریر کیا ہے۔ مخطوط کے منہج واسلوب کو اگر دیکھا جائے تو درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

☆ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے مخطوط کا آغاز معروف طریق پر ایک جامع خطبہ سے کیا ہے جس میں حمد وثناء اور درود وسلام کا ذکر ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں وجہِ تالیف اور غرض وغایت بیان کی ہے کہ متقدمین میں سے کئی کبار علماء نے ادب، مواعظ، حکمت اور حکایات پر مشتمل کتب تالیف کی ہیں اس لیے میں نے بھی اسے اپنے مربی ومرشد کے حکم پر مرتب کیا ہے۔ مزید مقدمہ میں ہی لکھتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور صالحین کے حالات وواقعات سے مزین کر کے رضائے الٰہی کی خاطر مرتب کیا ہے۔

بعد ازاں مؤلف نے کتاب کے ابواب، جنہیں وہ مجالس کا نام دیتے ہیں، کے عنوانات ذکر کیے ہیں۔ چند ابواب کے نام بطورِ نمونہ درج ذیل ہیں:

☆ المجلس الاول: فی التوبة و الندامة و الاستغفار

☆ المجلس الثانی: فی قولہ تعالیٰ (قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی)

☆ المجلس الثالث: فی قولہ تعالیٰ (حفظوا علی الصلوٰت)

☆ المجلس الرابع: فی قولہ تعالیٰ (یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوة)

☆ المجلس الخامس: فی قولہ تعالیٰ (والذین یکنزون الذھب و الفضة)

مؤلف کا اسلوب انتہائی دلکش اور مؤثر ہے۔ ان کی دیگر تالیفات کی طرح یہ بھی ادب، بلاغت، وعظ و نصیحت اور حکایات صالحین کا ایک خوبصورت اور دلچسپ مرقع ہے۔ اندازِ بیان اگرچہ فصاحت وبلاغت سے معمور ہے تاہم مشکل اور دقیق نہیں بلکہ عام فہم اور مربوط ہے۔ قرآنی آیات کی توضیح میں احادیث صحیحہ اور اقوال وآثار تائید کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں موضوع سے متعلق حکایات کے ذکر سے وعظ ونصیحت کا انداز اختیار کرتے ہوئے قاری کو متاثر کرتے ہیں۔ مخطوط کا منہج اسلوب اس کی اہمیت کو عیاں کرتا ہے لہٰذا یہ مخطوط اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ زبان زد عام ہو سکے اور ہر کوئی اس سے مستفید ہو سکے۔

۲۔ تذکرة للمحصنات:

''تذکرة للمحصنات'' مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خواتین کی دینی اور روحانی تربیت کے لیے وعظ ونصیحت کے انداز میں عدیم النظیر تالیف ہے۔ یہ مخطوط بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد ومربی کے حکم

پر تالیف کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کے دیباچے میں اس کی نسب اپنی طرف کی ہے۔ اس مخطوط کے بعض صفحات پر مولانا غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مہر خاص بھی ثبت ہے۔

تابع شرع رسول مجتبیٰ

احمدی حنفی غلام مرتضیٰ

ایک سو ستاون (۱۵۷) صفحات پر مشتمل یہ مخطوط پروفیسر محبوب حسین (ناظم ادارہ معین الاسلام، بیربل، سرگودھا) کے پاس مکتبہ مرتضویہ میں قابلِ قرأت حالت میں موجود ہے۔ مخطوط بغیر اعراب کے عربی عبارت خط نسخ میں تحریر کیا گیا ہے۔ مخطوط کے بین السطور اور حاشیہ میں بعض مشکل الفاظ کے معانی اردو، فارسی اور عربی میں لکھے ہوئے ہیں۔ یہ مخطوط مؤلف نے برصغیر کے مسلمانوں کے علمی و اخلاقی انحاط کے خاتمہ کے لیے اور مسلمانوں کے گھروں میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے تحریر کیا تاکہ مسلمان خواتین اس بے دینی اور الحاد کی مسموم فضا سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھ سکیں۔

یہ مخطوط مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے واعظانہ اندازِ تحریر کا شاہکار ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم خواتین کے لیے دینی و شرعی احکام کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی ہے۔ مؤلف نے آغاز ایک مختصر سے مقدمہ سے کیا ہے جس میں مخطوط کے عنوان اور وجہ تالیف کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف نے مسلمان عورت کی تعلیم و تربیت کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی ہے۔ خاص طور پر سورۃ النور کی روشنی میں پردے کے اسلامی احکام تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ آیات کی تفسیر کے بعد مؤلف ''الاحادیث الصحیحۃ'' کے عنوان سے موضوع سے متعلق احادیث ذکر کرتے ہیں۔ ان احادیث کے ذریعے مسلم خواتین کی واعظانہ انداز میں اخلاقی تربیت کرتے ہیں۔ مؤلف نے بعض روایات برزخی زندگی سے متعلق بھی نقل کی ہیں جس میں میت کو قبر میں پیش آنے والے احوال کا ذکر کیا ہے۔ ایصالِ ثواب سے متعلق حکایات اور روایات بھی اس مخطوط میں موجود ہیں۔ مخطوط میں علوم شریعت کے ساتھ ساتھ ادب و بلاغت مؤلف کا عظیم خاصہ تحریر ہے۔ آیاتِ قرآنی و احادیث و فقہی مسائل سے جہاں قاری کو اپنی تالیف کی توجہ کا مرکز بناتے ہیں وہاں ساتھ ساتھ دلکش تشبیہات، اقوال و ضرب الامثال، برمحل اشعار سے پند و نصائح کا انداز بلا تردد اس کتاب کو ایک انتہائی دلکش، جامع گردانتا ہے۔ ان خصائص کے پیشِ نظر اس مخطوط کی اردو ترجمہ کے ساتھ اشاعت ناگزیر ہے۔

ooo

حوالہ جات

۱۔ البقرہ : ۱۲۹

۲۔ پروفیسر، غلام عابد خاں، انوارِ عمر، لاہور: احباب پبلشر، ۱۹۹۱ء، ص ۲۵

۳۔ قادری، سلطان حامد، مناقب سلطانی/اعوان، پرویز احمد خاں، تاریخ اعوانان فی اولاد علی، آزاد کشمیر: دوارندی ہجیرہ، س ن، ص۔ ۱۳۱

۴۔ بکھروی، عبدالرسول، انوارِ مرتضوی، نلی، خوشاب: مکتبہ عطائیہ، س ن، ص ۲۱

۵۔ مولانا، امام دین، بیاض قلمی، لِلہ، جہلم: مکتبہ خانقاہ لِلہ، س ن، ص ۶

۶۔ انوارِ مرتضوی، ص ۲۳

۷۔ ایضاً، ص ۲۴

۸۔ بیاض قلمی، ص ۸

۹۔ بیربلوی، محمد عمر، حالات حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی، سرگودھا: مکتبۃ المرتضویہ، ۲۰۰۸، ص ۸۷

۱۰۔ ڈاکٹر، سفیر اختر، تذکرہ علمائے پنجاب، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۹۸ء، ص ۵۱۷، ۵۱۸

۱۱۔ انوارِ مرتضوی، ص ۱۴۹

۱۲۔ صاحبزادہ، عبدالرسول، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، لاہور: زاویہ پبلشر، ۲۰۰۰ء، ص ۶۹۸

۱۳۔ عالم فقری، تذکرہ اولیائے پاکستان، لاہور: ادارہ پیغام القرآن، ۲۰۰۲ء، ص ۳۲۰

۱۴۔ تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۲۵

۱۵۔ انوارِ مرتضوی، ص ۱۶

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۵

۱۷۔ حالات حضرت غلام مرتضیٰ بیربلوی، ص : ۷۰، ۷۱

۱۸۔ بیربلوی، غلام مرتضیٰ، تفسیر الھکم التکاثر (مخطوط)، ص ۱

۱۹۔ ایضاً، ص ۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰۱

۲۱۔ ایضاً، صفحہ آخر

۲۲۔ بیر بلوی، غلام مرتضیٰ، کتاب المعراج (مخطوط)، ص ۱

۲۳۔ ایضاً، ص ۴۴۶

۲۴۔ ایضاً، ص ۳۰۲

۲۵۔ بیر بلوی، غلام مرتضیٰ، تحفۃ الطلبہ (مخطوط) ، ص ۱۔۲

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۲۷۔ ایضاً، ماقبل صفحہ آخر

۲۸۔ ایضاً، صفحہ آخر مخطوط

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۱۲

۳۰۔ بیر بلوی، غلام مرتضیٰ، شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجیٰ، (مخطوط)، ص ۱

۳۱۔ ایضاً، ص ۱

۳۲۔ سالک، محمد طفیل، گلدستہ احادیث، لاہور: زاویہ پبلشر، س ن، ص ۱۱

○○○